

حضرت مفتی علیق الرحمن عثمانی اور ان کی زندگی کے چند گو شے

از مولانا حکیم محمد نماں حسینی صاحب

یہ مضمون جشن "مفکر علت نمبر" کے افتتاح کے موقع
پر پڑھا گیا تھا۔ اب اس ماہ کے شمارے میں
مولانا حکیم محمد نماں حسینی صاحب لکھنٹھا کشکریہ
کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ — ادراک

قبل اذیک کی قدیم آبادی قصیدہ دیوبند ضلع سہارنپور، قدیم الایام سرچشمہ روہانیت، حضرت
محمد والفات ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے خلیفہ مولانا احمد بیمنی کا مولد و مکن — حضرت مجدر دا
تمروڈہ گذر، حضرت سید احمد شہیدؒ کی دعاوں کا نظہر خیر و برکت۔ حضرت مفتی صاحب کی
جائے پیدائش و مکونت تھی۔

فائدان و تسبب کا رشتہ، خلیفہ بیانث، حضرت عثمان ذوالنورین کے صلب پاک سے جاتا
ہے، دادا، بانیان دارالعلوم کے ارکان ارجمند کے ایک خاص رکن، حضرت مولانا افضل الرحمن

عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ——— باب، حضرت قلب عالم مفتی عزیز الرحمن عثمانی، سفیح ہمہ نہ
چیا، خلیفہ روزگار، اردو، عربی، فارسی کے ادیب تامہار، حضرت مولانا عبدیل الرحمن
عثمانی تابعہ مہتمم دارالعلوم دیوبند، جن کی بجالت علم پر اُن کی مذکونہ کتاب شاعت اسلام (اردو)
اور تصحیہ لاسمیہ (عربی) شواہد کا درجہ رکھتی ہیں ——— اور، دوسرے چہار شیخ امام
حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی "حدوث و مصنف "فتح الملم" شارح مسلم شریف اور مفسر قرآن و
مصنف فوائد تفسیریہ عثمانی، ——— تیسرا چہار، حضرت مولانا مطلوب الرحمن عثمانی،
مرشد طریقت و سلوک، صوفی صانی، جن کی صفت امتیازی تھی کہ ان کے دست گرفتہ مریدیں
کو "محبِ رسول" میں ایسی سرستی حاصل ہو جاتی تھی کہ روایا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت منانی، میسر ہونے لگتی تھی، ——— اور، پنجم: امداد، اور بالوسعید
ینہ دونوں دیندار و مستشرق گرجیویں تھے، اور مناصب عالیہ پناہ ——— چھوٹے
بھائی الحجاج، الحافظ القری، الجود، علیین الرحمن، استاذ القراء دارالعلوم دیوبند زادہ شب بیدار
وزنده داربزرگ ہیں۔

چھاڑا، بھائیوں اور بھتیجوں کا بھی وسیع حلقة علوم قدیم اور جدید سے آزادہ ہنڈا پاک
میں پھیلا ہوا ہے ۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

انہر ہمہ، دارالعلوم دیوبند آپ کی مادر علمی ہے۔ جملے علوم شرعیہ، قرآن و حدیث،
فقہ و تفسیر، علم کتابت و خطابت، حفظ قرآن اور تجوید و قراءت کے لئے، یہی معدود نہیں
ہے اسی سے سند فراغ حاصل کی۔

سبحان اللہ! اساتذہ کرام میں سرفہرست، ججۃ اللہ فی الارض حضرت علامہ انور شاہ
کشیری علیہ الرحمہ کا جلوہ دکھائی پڑتا ہے، پھر امام المتكلّمین حضرت علامہ محمد ابراہیم بنی اوی،
شیخ الادب والفقہ حضرت علامہ اعزاز علی امروہی، امام الصوفیا، محدث عصر حضرت علامہ

سپری صفر میں دیوبند کی اونڈی گیر اکابر والاصحیم کی سر برستیاں نظر آتی ہیں۔ رحمہم اللہ رحمۃ رحمۃ
نظام درس اور خواجہ تاشوں اور ہم عصروں میں، فخر الامان حضرت مولانا قاری احمد علیب
صلیبی رحمۃ اللہ علیہ، مہتمم دارالعلوم دیوبند — شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا حما
سہرا فہری کی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحرم النبوی محمد عصر حضرت مولانا بدر عالم مسیح شیخی،
صاحب ترجیح الحسنۃ۔ احمد — مفتق اعظم پاکستان، سابق مفتق دارالعلوم دیوبند
حضرت علام مفتق محمد شیخ صاحب دیوبندی۔ شارع تریخی حضرت علام محمد عصر حضرت دویانی
مولانا محمد یوسف بندری، مجاہدیت حضرت مولانا محمد حفظہ الرحمن سیوطیار وی و
مولانا قاضی سجاد حسین وغیرہم باہم شیر و شکر نظر آرہے ہیں۔

تلہذہ کی فہرست ٹھوٹی ہے، — میں نے ایک مرتبہ حضرت مفتق صاحب
رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلے میں دریافت کیا تو مکارے اور مہنس کر فرمایا کہ ملکیہ حدا ہے!
اس بارے میں کیا سناؤں، میں لطفتی یہ ہو گیا ہے کہ جس نے اپنا رشتہ تسلیم
جوڑ کر۔ خوشی دستی کا انہصار کیا تو میں نے بھی شن لیا، ورنہ اس دور و فوت انسان
میں کہاں کی استادی اور شاگردی؟ — مگر میں اپنے علم دست بڑہ کی بنابر
میہ احسان شناس شاگردوں کا تذکرہ کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہوں، جنہوں نے
نہایت سعادت مندی اور شکر گذاری کے ساتھ اپنے رشتہ تسلیم کا بار بار ذکر کیا اور
خلار کے تکڑے مجھ میں کیا۔ واقعہ یوں ہے کہ — تقیم ہند کے بعد جب مدرسہ عالیہ
ملکتہ کی نشأہ تائیہ ہوئی اور حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادی مرحوم اس کے پہلے پرنسپل فرار
پاسے اور اس اتفاق کی تقریبی مدت اسٹاف مدرسہ کی تقریبی مدت اسٹاف مدرسہ شروع ہو گیا
تو اسی ذمانہ میں حضرت مفتق علیق الرحمن صاحب عثمانی مرحوم کا سفر ملکتہ پیش آیا جو سال
ندوۃ المصنفین کے سلطھ میں پیش آتا ہی تھا، اسی موقع پر حضرت مولانا اکبر آبادی مرحوم
نے حضرت مفتق صاحب مرحوم کے اعزاز میں ایک استقبالیہ کا انتظام مدرسہ عالیہ

میں کیا، جس میں مدرسہ کے علماء گرام اور اساتذہ اور دیگر کارکنان مدرسہ موجود تھے۔ راقم الخوف بھی گورننگ بادی کے ایک ممبر کی حیثیت سے اس میں شرک تھا۔ اس بارہ کے موقع پر مولانا اکبر آبادی مرحوم نے حضرت مفتی صاحب کی عنعت و جلالی شان کا ذکر کرتے ہوئے اس کا انتکشاف کیا کہ میں نے ”بیضاوی شریف“ بالمعاصی اسلامیہ ڈاہیل میں حضرت مفتی صاحب سے سبقاً سبقاً بقدر درس پڑھی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ میری پوری طالب علمی انہی کے زیر تربیت و نگرانی و ادارہ العلوم دیوبند میں گذری ہے۔ اس موقع پر مدرسہ حدیث، حضرت مولانا سید حمید الدین صاحب مرحوم نے بھی فرمایا کہ میں نے ”گنز الدقائق“ حضرت مفتی صاحب سے پڑھی اور میں ان کا ادقیقی تکمیل ہوں۔ — ایک تیرے طالب علم، مدرس مددسہ عالیہ مولانا عبدالشکور صاحب نے جو بحکام کے باشندہ ہیں یہ اعلان کیا کہ میں نے ڈاہیل میں حضرت مفتی صاحب سے ”بیضاوی“ پڑھی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ادارہ العلوم دیوبند کے تہائی تدریس میں جن طلبہ نے حضرت مفتی صاحب سے درس لیا ہے اور اسی طرح جامعہ ڈاہیل میں جن حضرات نے حضرت مرحوم سے سبق لیا ہے بلاشبہ ان میں بڑے بڑے علماء نامدار ہوئے ہوں گے جو ساؤ تھا افریقیہ احمد ہند پاک اور ملک کے دوسرے خطلوں میں ہیسلے ہوں گے، ان بزرگوں کی تعداد بھی خاصی ہو گی۔

درجی کیفیت کے اعتبار سے نہایت ٹیکرے دبرد بارتھے، متدبر و عاقبت اندلسی تھے، خواہ خواہ گلر شکرہ کا مزاج نہیں تھا، طبیعت میں استقامت بہت تھی، جب کسی معاملے میں فیصلہ فرمائیتے تھے اسے عمل شکل دیئے اور رکاوٹوں کو دور کرنے کی تدبیز میں نہایت ہی خوبی سے کر گزرتے تھے۔

لحاظ و مرتوت اور اس کی بیکھڑاٹت میں بے مثال آدمی تھے، حضرت مرحوم جب جب دیوبند تشریف لے جاتے تھے، خواہ کسی خانجی فضورت یا غاذی تقریب کا موقع ہو یا

دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کا وقت ہو، اپنے ٹکل عزیزوں کے گھروں پر فراز جانہ، دریافت خال کرنا، دچھوٹوں کو روپے دے کر سروں پر دست شفقت د محبت پھیر کر اُن کی محبت ادا فرمانا ہیواویں، تیہوں کی خبرگیری اور بے معاش عزیزوں اور دعویزوں کی نکر مندی کے ساتھ مدد کرنا حضرت مفتی صاحب کی خاص صفتی امتیاز تھی۔ پڑھنے میہا بھی، ہار دین، صادرین کی حب چیخت و فضورت خال رکھنا اور خوبی کے ساتھ ن ٹھلن کو سر کرنا انھیں کے ناخن تدیر کا کمال تھا۔

اپنے اساتذہ کا بنا خال فرماتے اور نہایت اگرام سے ان کا ذکر فرماتے ادیان کی درتوں کا خال سکتے تھے۔ استاذ ادول بک کی خبرگیری میں پچیس لیتھے تھے، اس سلسلہ ایک واقعہ کا ذکر فرمودی سمجھتا ہوں، حضرت شیخ الادب مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحزادے دارالعلوم دیوبند میں مدرس تھے ان میں سے دو دچھوٹوں کی بعض ملازمانہ فضورتیں مجلس شوریٰ کی توجہ کی محتاج تھیں، بڑی دلسوزی سے مجھ سے فرمائے لگئے کہ ”مکیم صاحب! غریب و کمزور لوگ ہیں اور استاذزادے ہیں، ان کا خال کرنا چاہئے۔“ حقیقت میں حضرت رحوم بہت غم خوار اور غم گسار آدمی تھے۔ مگر یہ خدمت گزار بھٹگن مک سے دریافت کرتے کہ ”خیریت ہے یا اچھی ہو؟ یا پھر وہ خوش ہو کر نیاز مندی سے جواب دیتی!۔ ایک صاحب جو اس مگر یہ معااملہ کے برابر کے شاہد ہیں، ایک مرتبہ ہنس کر مجھے یہ نہ داد سنائے گے۔ مگر اس واقعہ سے میں بہت متاثر ہوا۔۔۔ اس وقت حضرت مفتی صاحب مرhom کی ایک بات میرے کاؤں میں گوئخنے لگی، ”مکیم صاحب! ابا جی مرhom کی طرف سے مجھ پر نقشبندیت کا سایہ پڑا ہوا ہے۔“

حافظہ خسب کا تھا، احادیث و تفسیر کے علمی مباحث پر اچھی گہری نظر تھی۔ علم فقہ پر ایسا عبور تھا کہ حیرت ہوتی تھی، ایک مرتبہ ہیرے ہال طلاق غصبان کے سلسلہ کا ایک تجھیڑ استھنا رکھا گیا، اس موقع پر فقہارے مدھش وغیرہ کی جو بحث کی ہے اس کی ابنا پر

میں کیا، جس میں مدرسہ کے علماء کرام اور اس آنڈہ اور دیگر کارکنان یہ مدرسہ تھے، راقم الحروف بھی گورنمنٹ باؤٹی کے ایک ممبر کی حیثیت سے اس میں شرکیت تھا۔ اسی بارکت موقع پر مولانا اکبر آبادی مرحوم نے حضرت مفتی صاحب کی عظمت و جلالی شان کا اکابر مردست ہوئے اس کا انکشاف کیا کہ میں نے ”بیضاوی شریف“ یامعہ اسلامیہ ڈاہیل ہیں حضرت مفتی صاحب سے سبقاً سبقاً بقدر درس پڑھی ہے۔ اور پچ تو یعنی ہے کہ میری پڑھی طالب علمی انہی کے زیر تربیت و نگرانی دان العلوم دیوبند میں گذری ہے۔ اس موقع پر مدرس حادیث، حضرت مولانا سید محمد الدین صاحب مرحوم نے بھی فرمایا کہ میں نے ”گنرال دائٹ“ حضرت مفتی صاحب سے پڑھی اور میں ان کا ادنیٰ تکمیل ہوں — ایک تیرے طالب علم، مدرس مدرسہ عالیہ مولانا عبدالرشاد کور صاحب نے جو بگال کھباشندہ ہیں یہ اعلان کیا کہ میں نے ڈاہیل میں حضرت مفتی صاحب کے ”بیضاوی“ پڑھی ہے۔

میرا خیال ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے زمانہ تدریس میں جن طلبہ نے حضرت مفتی صاحب سے درس لیا ہے اور اسی طرح جامعہ ڈاہیل میں جن حضرات نے حضرت مرحوم سے سبق لیا ہے بلاشبہ ان میں بڑے بڑے علماء نامدار ہوئے ہوں گے جو ساؤ تھے افریقیہ احمد ہندوپاک اور ملک کے دوسرے خطلوں میں بھی ہوں گے، ان بزرگوں کی تعداد بھی خاصی ہوئی۔

ذاجی کیفیت کے اعتبار سے نہایت حلیر و برو بار تھے، مُدبر و عاقبت اندیش تھے خواہ خواہ گلر شکرہ کا مزاج نہیں تھا، طبیعت میں استقامت بہت تھی، جب کسی سماں میں فیصلہ فرمائیتے تھے اسے عملی شکل دینے اور رکاوٹوں کو دور کرنے کی تدبیریں نہایت ہی خوبی سے کر گذرتے تھے۔

لحاظ و روت اور اس کی نگہداشت میں بے مثال آدمی تھے، حضرت مرحوم جب جب دیوبند تشریف لے جاتے تھے، خواہ کسی خانگی فرودت یا خاندانی تقریب کا موقع ہو یا

کوہ نسلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کا وقت ہو، اپنے نگل عزیزوں کے گرد پر فرو جانے،
دریافت ہلکرنا، پھر انہوں کو روپے دے کر مرسوں پر وست شفقت و محبت پھیر کر
خوبی کی وجہت اس شاعر فرماتا ہے یادوں، تمہوں کی خبرگیری اور بے معاش عزیزوں اور
عمر عزیزوں کی گھر مندی کے ساتھ مدد کرنا حضرت مفتی صاحب کی خاص صفت انتیاز تھی۔
شہر بڑی میں بھی قارروں، صادرین کی حبِ حیثیت و فضروت خیال رکھنا اور خوبی کے ساتھ
اُس طبقہ کو سرکرنا انہیں کے ناخن تدیر کا کمال تھا۔

اپنے اس ائمہ کا بٹا خیال فرماتے اور نہایت اگرام سے ان کا ذکر فرماتے اور ان کی
عمر و توان کا خیال رکھتے تھے۔ استاذزادوں ہم کی خبرگیری میں پہچپی لیتے تھے، اس سلسلہ
میں ایک واقعہ کا ذکر فضروی سمجھتا ہوں، حضرت شیخِ الادب سولانا اعزازِ علی رحمۃ اللہ علیہ
کے میں صاحزادے دارالعلوم دیوبند میں مدرس تھے ان میں سے دو چھوٹوں کی بعض
مولانا نانہ فروزیں مجلس شوریٰ کی توجہ کی محتاج تھیں، بڑی دلسوzi سے مجھ سے فرمائے
گئے کہ "حکیم صاحب! غریب دکرزو لوگ ہیں اور استاذزادے ہیں، ان کا خیال کرنا چاہئے۔"
حقیقت میں حضرت در حرم بہت غم خوار اور غم گسار آدمی تھے۔ گھر بیوی خدمت گزار بھئنچن
تک سے دریافت کرتے کہ "خیریت ہے؟ اچھی ہو؟ ہے؟ پھر وہ خوش ہو کو نیازمندی سے جواب
دیتے!۔ ایک صاحب جو اس گھر بیوی معاملہ کے برابر کے شاہر ہیں، ایک مرتبہ ہنس کر بھے یہ
ہدود اسناف نے لے گئے۔ لیکن اس دائرے میں بہت متاثر ہوا۔ اس وقت حضرت
مفتی صاحب در حرم کی ایک بات میرے کا نوں میں گونجھ لگی، "حکیم صاحب! ابادی مر حرم کی
طرف سے مجھ پر نقشبندیت کا سایہ پڑا ہوا ہے۔"

ماننے خصب کا تھا، احادیث و تفسیر کے علمی مباحث پر اچھی گھرگی نظر تھی۔ علم فقہ
پر ایسا عبور تھا کہ حیرت ہوتی تھی، ایک مرتبہ میرے ہاں طلاقِ غصبان کے سلسلہ کا ایک یہید
استھانہ آگیا، اس موقع پر فقہار نے مدھش و غیرہ کی جو بحث کی ہے اس کی بہتر پر

میں کیا، جس میں مدرسہ کے علماء کرام اور اس آئندہ اور دیگر کارکنان پر مدرسہ موجو ہتھے،
راقم المعرفت بھی گودنگ بادی کے ایک ممبر کی حیثیت سے اس میں شرک تھا۔ الحمد لله ربک
سوق پر مولانا اکبر آبادی مرحوم نے حضرت مفتی صاحب کی عظمت و جلالی شان کا ذکر کرتے
ہوئے اس کا انکشاف کیا کہ میں نے ”بیضاوی شریف“ جامعہ اسلامیہ ڈاکٹریل میں حضرت
مفتی صاحب سے سبقاً سبقاً بقدر درس پڑھی ہے۔ اور پہچ تو میرے ہے کہ میری پڑھی
طالب علمی اپنی کے زیر تربیت و نگرانی دارالعلوم دیوبند میں گذری ہے۔ اس موقع پر
مدرسہ حدیث، حضرت مولانا سید گیلان الدین صاحب مرحوم نے بھی فرمایا کہ میں نے
”گنز الدقائق“ حضرت مفتی صاحب سے پڑھی اور میں ان کا ادنیٰ تکمیل ہوں — ایک
تیرے طائب علم، مدرسہ مدرسہ عالیہ مولانا عبدالرشد کو صاحب نے جو بجال کے باشندو
میں یہ اعلان کیا کہ میں نے ڈاکٹریل میں حضرت مفتی صاحب سے ”بیضاوی“ پڑھی ہے۔

میرا خیال ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے زمانہ تدریس میں جن طلبہ نے حضرت مفتی صاحب
سے درس لیا ہے اور اسی طرح جامعہ ڈاکٹریل میں جن حضرات نے حضرت مرحوم سے سبق
لیا ہے بلاشبہ ان میں بڑے بڑے علماء نامدار ہوئے ہوں گے جو ساؤ تھے افریقیہ اور
ہندوپاک اور ملک کے دوسرے خطلوں میں ہیسلے ہوں گے، ان بزرگوں کی تعداد بھی
خاصی ہو گی۔

ذاجی کیفیت کے اعتبار سے نہایت حلیہ و بُردا بار تھے، مُدبر و فاقبت اندیش تھے
خواہ تجوہ گلر شکر کا مزاج نہیں تھا، طبیعت میں استقامت بہت تھی، جب کسی
حالت میں فیصلہ فرمائیتے تھے اسے عمل شکل دیتے اور رکاوٹوں کو دور کرنے کی تدبیں
نہایت بھی خوبی سے کر گزرتے تھے۔

لحاظ و روت اور اس کی نجہداشت میں بے مثال آدمی تھے، حضرت روحِ جب جب
دیوبند تشریف لے جاتے تھے، خواہ کسی خائی خروت یا خاندانی تقریب کا ہو قع ہو یا